مختصر سیرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ

مصنف: مولانا مفتی اسلم رضا تحسینی

تقریضات

علامہ محمد احمد مصباحی

علامہ جمیل احمد نعیمی

مفتی نظام الدین رضوی

علامہ عبدالستار سعیدی

مفتی محمد الیاس رضوی

علامہ عبدالمبین نعمانی

مولانا سید وجاہت رسول قادری

ماخذ: اسلامی عقائد و مسائل

Scanned by CamScanner

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Scanned by CamScanner

(۳۰) سیرتِ امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ

مسلمان جس کا دل محبتِ خدا ورسول سے معمور ہے، اس پر لازم ہے کہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت واحترام کا تعلق رکھے؛ کیونکہ اللہ تعالی نے تمام تر صحابۂ کرام پر وہ انعام واحسان کیا، جس میں کوئی بھی ان مقدس حضرات کا شریک نہیں۔

آخر وہ احسان کیا ہے؟ وہ انعام واحسان اِن تمام حضرات کے لیے اللہ کی رضا وخوشنودی کا وعدہ ہے، وہ انعام واحسان اِن مقدس حضرات کا بار بار سرکارِ اَبد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت سے مشرّف ہونا ہے۔

مسلمان پر یہ عقیدہ بھی لازم ہے کہ تمام کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عادل، سچے ومعتبر ہیں، اسی عقیدے پر ائمۂ کرام سلَف وخلَف کار بند رہے[۱]۔

حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل دو ۲ طرح کے ہیں: ایک عمومی دوسرے خصوصی۔

عمومی فضائل یہ ہیں، کہ وہ ایک جلیل الشان عظیم المرتبت صحابئ رسول ہیں، لہذا صحابۂ کرام کے جس قدر عمومی فضائل ومقامات قرآن وحدیث میں وارد ہیں، ان میں حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی پورا پورا حصہ ہے۔

حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ بن ابو سفیان اُموی قریشی رضی اللہ تعالی عنہ بعثتِ نبوی سے پانچ ۵ برس پہلے پیدا ہوئے۔ علّامہ واقدی کہتے ہیں کہ "معاویہ صلحِ حدیبیہ کے بعد ہی مسلمان ہوگئے تھے، لیکن انہوں نے اپنا اسلام لوگوں سے مخفی رکھا، اور فتحِ مکّہ کے ساتھ ہی اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر دیا[۲]"۔

ابو نعیم نے کہا کہ حضرت مُعاویہ حلیم الطبع حساب دان تھے۔ حضرت خالد بن معدان کہتے ہیں، کہ حضرت امیر مُعاویہ طویلُ القامت تھے، آپ کا رنگ گورا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور آپ کے کاتب تھے[۳]۔

---

(۱) "تطهير الجنان" مقدمة، صـ٤، ٥.

(۲) "الإصابة" تتمة حرف الميم، ذكر من اسمه معاوية، تحت ر: ٨٠٨٧- معاوية بن أبي سفيان، ٦/ ١٢٠.

(۳) المرجع السابق.

Scanned by CamScanner

حضرت سیدنا امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کو ملکِ شام کا حاکم بنایا، آپ چالیس برس وہاں حاکم رہے، حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی اور صلح بھی کی۔ آپ کی وفات ۴ رجب ۶۰ ہجری میں ہوئی، آپ نے ۷۸ سال کی عمر پائی، اور بوقتِ وفات وصیت فرمائی، کہ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ناخن مبارک ہیں، وہ بعدِ غسل میری آنکھوں پہ رکھ دیے جائیں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اور قمیص شریف ہے، مجھے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص میں کفن دینا، پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا[1]۔

شانِ امیر معاویہ قرآنِ کریم کی روشنی میں

کوئی بھی صحابی فاسق یا فاجر نہیں، سارے صحابہ متقی پرہیز گار ہیں، یعنی اوّلاً تو ان سے گناہ سرزد ہوتا نہیں، اور اگر ہو بھی جائے تو رب تعالی انہیں فوراً توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے، اور وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! مجھے گناہوں سے پاک فرما دیجیے!۔ صحابیت اور فسق جمع نہیں ہو سکتے، سارے صحابۂ کرام فسق سے مامون و محفوظ ہیں؛ کیونکہ قرآن کریم نے ان سب کے عادل، متقی اور پرہیز گار ہونے کی گواہی دی، اور ان سے مغفرت وجنت کا وعدہ فرمالیا ہے، فرماتا ہے: ﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى﴾[2]. "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتحِ مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا، اور ان سب سے اللہ جنّت کا وعدہ فرما چکا!"۔

---

(۱) "الإصابة" تتمة حرف الميم، ذكر من اسمه معاوية، تحت ر: ۸۰۸۷- معاوية بن أبي سفيان ۶/ ۱۲۰- ۱۲۱. و"تطهير الجنان" الفصل ۲ في فضائله ومناقبه ...إلخ، صـ۲۸.

(۲) پ۲۷، الحديد: ۱۰.

Scanned by CamScanner

ربّ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا﴾[1]. "پرہیزگاری کا کلمہ ان (صحابہ) پر لازم فرمایا، اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے"۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "وكانوا أحقَّ بها، من كفّارِ مكّةَ، وأهلَها، أي: وكانوا أهلَها في علمِ الله؛ لأنّ الله تعالى اختارَ لِدينه وصحبة نبيِّه أهلَ الخير"[2]. "یعنی اللہ تعالی کے علم میں صحابۂ کرام کفّارِ مکّہ سے زیادہ حقدار واہل ہیں پرہیزگاری کے؛ اس لیے کہ اللہ تعالی نے اپنے دین اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے اہلِ خیر (بہترین لوگوں) کو ہی اختیار فرمایا"۔

قرآنِ کریم میں ان حضراتِ قُدسیہ کے اَوصافِ حمیدہ کو یوں بیان فرمایا: ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾[3] "کافروں پر سخت ہیں، اور آپس میں نرم دل"۔

شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن[4]

جب اللہ تعالی صحابہ سے متعلق ارشاد فرما رہا ہے، کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں، تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں۔ صحابۂ کرام کی باہمی جنگیں اللہ تعالی عزّوجلّ کی خاطر تھیں، خواہشِ نفس کے لیے نہیں۔ اُن میں بعض سے اجتہادی خطا ہوئی، جو شرعاً مُعاف ہے، اس کا واضح ثبوت درجِ ذیل اُمور سے ملتا ہے:

(۱) جنگِ جمل کے اختتام پر حضرتِ مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی واپسی کا انتظام کیا، اور پورے اِعزاز واِکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں چالیس ۴۰ معزز

(۱) پ۲٦، الفتح: ۲٦.
(۲) "تفسير البغوي" الفتح، تحت الآية: ۲٦، ٤/ ۲۰٤.
(۳) پ۲٦، الفتح: ۲۹.
(۴) "کلیاتِ اقبال" ضربِ کلیم، ص۵۵۸۔

Scanned by CamScanner

عورتوں کے جھرمٹ میں ان کو جانبِ حجاز رخصت کیا۔ خود حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے دُور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے، امامِ حسن رضی اللہ عنہ میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرتِ سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجمع میں اِقرار فرمایا، کہ مجھ کو علی رضی اللہ عنہ سے نہ کسی قسم کی کدُورت پہلے تھی اور نہ اب ہے، ہاں ساس داماد میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے، اس سے مجھے انکار نہیں۔

حضرتِ سیّدنا علی نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا: لوگو! حضرتِ سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سچ کہہ رہی ہیں، خدا کی قسم! مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خواہ کچھ ہو یہ دنیا وآخرت میں تمھارے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، اور ام المؤمنین ہیں [1]۔

(۲) حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ میں عین جنگ کے زمانہ میں حضرت سیّدنا عَقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ اُن سے بہت ادب واحترام کے ساتھ پیش آئے۔ ایک لاکھ درہم نذرانہ پیش کیا، اور ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ مقرّر کیا۔ اس دَوران بھی حضرت سیّدنا عَقیل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "دِین علی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے" [2]۔ اگر نفسانیت کی جنگ ہوتی تو یہ مثالی برتاؤ کیسے ممکن تھا؟ بہر حال جب بھی کسی صحابی کا ذکر ہو تو خیر کے ساتھ ہو، اُن کی عظمت واحترام کا پورا پورا خیال رہے۔

---

(۱) "الفتاوی الرضویہ" کتاب العقائد والکلام، رسالہ: "اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والآل والاصحاب" "العقیدۃ: مشاجرات الصحابۃ الکرام، ۱۸/۲۵۴۔

(۲) "السیرۃ الحلبیۃ" باب ذکر أوّل الناس إیمانًا بہ ﷺ، ۱/ ۳۸۲، ۳۸۳. و"تاریخ الخلفاء" بنو أمیۃ، معاویۃ بن أبي سفیان رضی اللہ عنہ، صـ۱۵۵.

Scanned by CamScanner

شانِ امیر مُعاویہ حدیثِ نبوی کی روشنی میں

حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں:

حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن ابی عمیرہ روایت کرتے ہیں، کہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس طرح دعا فرمائی: «اللّهمّ اجعلْه هادياً مهدياً واهْدِ به»[1] "اے اللہ! مُعاویہ کو ہادی، مَہدی (ہدایت یافتہ) اور دوسروں کے لیے ذریعۂ ہدایت بنا!"۔

اس حدیث پاک کی شرح میں ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ولا ارتيابَ أنّ دعاءا النبيّ صلی اللہ علیہ وسلم مستجابٌ، فمَن كان هذا حالُه كيف يرتاب في حقِه"[2]. "یقیناً حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مستجاب ہے۔ تو وہ جس کی یہ حالت ہو (یعنی جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں، وہ یقیناً مقبول ہے) اس کے بارے میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے؟!"۔

حضرتِ سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی: «اللّهمّ علِّمْه الكتابَ والحسابَ!»[3] "اے اللہ! مُعاویہ کو قرآن اور حساب کا علم عطا فرما!"۔

حضرت سیّدنا مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس طرح دعا کی: «اللّهمّ مكِّنْ له في البلادِ، وَقِه سوءَ العذابِ!»[4] "اے اللہ! مُعاویہ کو شہروں کی حکومت عطا فرما، اور اسے بُرے عذاب سے بچا!"۔

---

(۱) "سنن الترمذي" كتاب المناقب، باب مناقب معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه، ر: ۳۸۴۲، ص۸٦۹.
[قال الترمذي]: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيب".

(۲) "مرقاة المفاتيح" كتاب المناقب والفضائل، باب جامع المناقب، تحت ر: ٦٢٤٤، ١٠/ ٦١٢.

(۳) "المعجم الكبير" باب، ما أسند مَسلمة بن مخلد، ر: ۱۰٦٦، ۱۹/ ٤۳۹.

(٤) المرجع السابق.

Scanned by CamScanner

حضرت سیدہ ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: «أوَّلُ جيشٍ من أمّتي يغزُون البحرَ، قد أوجبوا» "میری امت میں سے پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا، اس پر جنت واجب ہے"۔ ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کیا میں اُس لشکر میں ہوں گی؟" فرمایا: «أنتِ فيهم» "ہاں تو بھی اُن میں ہوگی"۔ پھر نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «أوّلُ جيشٍ من أمّتي يغزُون مدينةَ قيصرَ، مغفورٌ لهم» "میری امت کا وہ گروہ جو سب سے پہلے شہرِ قیصر (روم) جاکر جہاد کرے گا، ان کے گناہ بخش دیے جائیں گے"۔ میں نے پوچھا کہ کیا میں اُس گروہ میں ہوں گی؟ فرمایا: «لا» "نہیں"[1]۔

"صحیح بخاری"[2] کی روایت ہے: "حضرت سیدہ ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جہاد کے لیے نکلیں، اور یہ وہ پہلا لشکر تھا جو حضرت سیدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے شہرِ قیصر (قسطنطنیہ، موجودہ ٹرکی استنبول) کی طرف جہاد کے لیے نکلا"۔

امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقوالِ علماء کی روشنی میں

قال العلاّمة علي القاري رحمه الله: "قيل لابن المبارك: أيّهما أفضل: معاوية أو عُمر بن عبد العزيز؟ فقال: الغبارُ الّذي دخل في أنف فرس معاوية مع النّبي صلى الله عليه وسلم، خيرٌ من مثل عمرَ بن عبد العزيز، كذا وكذا مرّةً"[3]. علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "مشہور محدّث حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا، کہ حضرت مُعاویہ بن ابی سفیان اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غُبار داخل ہوا، وہ بھی حضرت عمر بن عبد العزیز سے کئی گنا بہتر ہے"۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في قتال الروم، ر: ۲۹۲۴، ص۴۸۳.

(۲) المرجع السابق، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم، ر: ۲۸۰۰، ص۴۶٤.

(۳) "مرقاة المفاتيح" شرح مقدمة المشكاة، ۱/ ۸۳.

Scanned by CamScanner

قال الإمام أعمَش رحمه الله: "لو رأيتم معاويةَ لقلتم: هذا المَهدي"(١). امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "اگر تم مُعاویہ کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ واقعی ہدایت یافتہ ہیں!"۔

قال الإمام الغزالي رحمه الله: "واعتقاد أهل السّنة تزكيةُ جميع الصّحابة والثناء عليهم، كما أثنى اللهُ عزّ وجلّ ورسولُه صلى الله عليه وسلم. وما جرى بين مُعاوية وعلي رضي الله عنهما، كان مبنيًا على الاجتهاد"(٢). امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "اہل سنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ "تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پاک صاف سمجھنا، اور ان کی ایسی تعریف وتوصیف کرنی چاہیے، جیسے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے۔ اور جوکچھ حضرت امیر مُعاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے مابین ہوا، وہ سب اجتہادی خطا پر مبنی تھا"۔

قال الإمام قاضي عياض رحمه الله: "وقال رجلٌ للمعافي بن عمران: أين عُمر بن عبد العزيز من مُعاوية؟! فغضب وقال: لا يُقاس بأصحاب النبيّ صلى الله عليه وسلم أحدٌ! معاويةُ صاحبُه وصهرُه وكاتبُه، وأمينُه على وحي الله!"(٣).

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "کسی نے حضرت مُعافی بن عمران سے پوچھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا، حضرت سیدنا امیر مُعاویہ کے مقابل کیا مقام ہے؟ اس پر حضرت مُعافی سخت جلال میں آئے اور فرمایا، کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے! حضرت امیر مُعاویہ صحابی ہیں، رسول اللہ کے سُسرالی رشتہ دار، یعنی زوجۂ محترمہ کے بھائی ہیں، کاتبِ رسول ہیں، اور وحی کے امین ہیں"۔

قال الإمامُ ابن الهمام رحمه الله: "وَما جرى بين مُعاويةَ وعلي رضي الله عنهما كان مبنياً على الاجتهاد، لا منازعةَ من مُعاوية في الإمامة؛ إذ ظنَّ علي تسليم قتلةِ عثمانَ مع كثرة

---

(١) "المعجم الكبير" باب الميم، من اسمه معاوية، ر: ٦٩١، ١٩/٣٠٨.

(٢) "إحياء علوم الدين" كتاب قواعد العقائد، الفصل ٣، الركن ٤، الأصل ٧، ١/١٣٧.

(٣) "الشفا" القسم ٢، الباب ٣، فصل، الجزء ٢ صـ٣٥.

Scanned by CamScanner

عشائرهم واختلاتهم بالعسكر، يؤدّي إلى اضطرابِ أمرِ الإمامة، خصوصاً في بدايتها، فرأى التأخيرَ أصوَبَ"(۱).

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا علی اور حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ مُنازعت اور جھگڑے پر نہیں، اجتہادی خطا پر مبنی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ کے قبائل کی کثرت ہے، اور وہ لوگ فوج میں بھی کثرت سے داخل ہوگئے ہیں، اگر کوئی فوری کاروائی ہوتی ہے، تو اس سے نظامِ خلافت درہم برہم ہو جائے گا، اس لیے تاخیر زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے"۔

خلاصۂ کلام

قرآن کریم، واحادیثِ مبارکہ، واقوالِ علماء کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے، کہ اللہ ورسول نے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بڑی عزّت اور بزرگی عطا فرمائی ہے، کہ انہیں ساری امت سے افضل اور برتر ٹھہرایا۔ ملّتِ اسلامیہ کی عظمت اور اسلام کی شوکت انہیں کے ذریعے بلند وبالا ہوئی۔ صحابۂ کرام وہ نُفوسِ قُدسیہ ہیں، جنہیں اللہ تعالی نے خاص اپنے محبوب مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ومعیت کے لیے پسند فرمایا، اور ان کا مُعاوِن ومددگار بنایا۔ اب اگر حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور کاتبِ وحی تھے، ان کے بُغض وعِناد میں مبتلا کوئی شخص، دیگر صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام کی محبت کا دعوی کرے، تو وہ اس دعوی میں جھوٹا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک صحابی سے دشمنی تمام صحابہ سے دشمنی ہے، اور کسی ایک صحابی کا انکار سارے صحابہ کا انکار ہے۔

لہذا تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ ہی کیا جائے، اور بالخصوص حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ، رضی اللہ عنہ جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار، برادرِ نسبتی، کاتبِ وحی، امینِ اَسرارِ الٰہی، فقیہ، مجتہد، عظیم صحابی، امام عالی مقام امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے معتمَد ہیں، اور بشمولِ اِن کے تمام صحابہ وتابعین کے متفقہ امیر ہوئے، اور احادیثِ مبارکہ میں ان کے بہت فضائل وارد ہوئے۔

(۱) "المسايَرة" صـ۳۱٤، ۳۱٥.

Scanned by CamScanner

فائدہ: اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے امام ابن حجر مکّی کی کتاب (١) "تطهير الجِنان واللّسان عن ثلب سيّدنا مُعاوية بن أبي سفيان، مع المدح الجلي وإثبات الحقّ لعليّ"[١]، علامہ شیخ محدِّث حیات سندھی مدنی کا رسالہ (٢) "فضل مُعاوية"[٢]، علامہ عبد العزیز پرہاروی کا رسالہ (٣) "الناهية عن طعن أمير معاوية"[٣]، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مفصّل اور مدلّل رسائل (٤) "البُشرى العاجلة من تحف آجلة"[٤]، (٥) "الأحاديث الرّاوية لمدح الأمير مُعاوية"[٥]، (٦) "عرش الإعزاز والإكرام لأوّل مُلوك الإسلام"[٦]، (٧) "ذبّ الأهواء الواهية في باب الأمير مُعاوية"[٧]، (٨) "رفع العُروش الخاوية من أدب الأمير مُعاوية"[٨]، (٩) "أعلام الصّحابة الموافقين للأمير مُعاوية وأمّ المؤمنين"[٩]، تاج الفحول عبد القادر بدایونی کا رسالہ (١٠) "تصحيح العقيدة في باب أمير مُعاوية"[١٠]، مفتی احمد یار خان نعیمی کا رسالہ (١١) "امیر مُعاویہ پر ایک نظر"[١١]، علامہ فیض احمد اویسی کا رسالہ (١٢) "امیر پر

(١) مطبوعة من دار الصحابة للتراث، طنطا.

(٢) مطبوعہ والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور۔

(٣) مطبوعہ والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور۔

(٤) "تصانیف امام احمد رضا" ص ٣٢۔ و"حیات اعلیٰ حضرت" ج ٢ ص ٥٢۔

(٥) ایضاً ص ١٩۔

(٦) ایضاً ص ٣٧۔ و"حیات اعلیٰ حضرت" ج ٢ ص ٢٣۔

(٧) ایضاً ص ٣٧۔ و"حیات اعلیٰ حضرت" ج ٢ ص ٢٣۔

(٨) ایضاً ص ٣٧۔

(٩) "حیات اعلیٰ حضرت" ج ٢ ص ٢٣۔

(١٠) مطبوعہ والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور۔

(١١) مطبوعہ قادری پبلیشرز، لاہور۔

Scanned by CamScanner

اعتراضات کے جوابات" اور علامہ عبدالرشید رضوی کا رسالہ (۱۳) "حضرت سیّدنا امیر معاویہ"[1] کا مطالعہ قارئین کے لیے بہت مفید رہے گا۔

(۱) مطبوعہ الشمس پبلی کیشنز، لاہور۔

Scanned by CamScanner